بسم اللہ الرحمن الرحیم
موزوں پر مسح
کا شرعی حکم
از
مولانا مفتی نذیر احمد قاسمی
مفتی دارالافتاء دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر
مکتبہ دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر
پن کوڈ:۱۹۳۵۰۲ فون نمبر ۲۲۵۲۷۱-۲۲۵۲۷۲
کوڈ ۰۱۹۵۷
Telegram: t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از

مولانا مفتی نذیر احمد قاسمی

مفتی دارالافتاء دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

ناشر

مکتبہ دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

پن کوڈ: ۱۹۳۵۰۲ فون نمبر ۱۔۲۲۵۲۔۲۲۵۲۷۲ کوڈ: ۰۱۹۵۷

موزوں پر مسح

اسلام نے اپنے احکام میں جو مختلف قسم کی سہولیات دی۔ اور انسان کے مختلف احوال میں جو رخصتیں اور رعایتیں دی ہیں۔ ان رعایتوں میں سے ایک رعایت یہ ہے کہ وضو میں پاؤں دھونے کے بجائے موزوں پر مسح کرنا جائز قرار دیا۔ حدیث اور فقہ کی کتابوں میں اس سلسلے میں ایک مستقل باب آتا ہے، جس کو مسح علی الخفین کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ خفین پر مسح کرنے سے پاؤں دھونے کا حکم ساقط ہو جاتا ہے اس لئے سردیوں کے موسم میں عام مسلمان اور خاص کر سخت سرد علاقوں کے مسلمان ہیں حکم کو اپنے لئے بڑی نعمت تصور کرتے ہیں۔ اور پاؤں دھونے کے بجائے صرف خفین پر مسح کرنے میں بڑی حد تک راحت محسوس کرتے ہیں۔ وہ نمازی جو فریضہ خداوندی یعنی نماز ادا کرنے کیلئے اٹھتا ہے وہ اگر چہ اپنے جذبۂ اطاعت کے باعث سخت سردی میں پاؤں دھونے کو تیار رہتا ہے جیسا کہ وہ وضو کے دوسرے اعضاء پر پانی بہاتا ہے۔ لیکن شریعت اسلامیہ کی اجازت سے جب پاؤں دھونے کے بجائے صرف خفین پر مسح کرنے سے وہ مکمل باوضو قرار پاتا ہے تو اس وقت اس کا جذبہ واحساس گواہی دیتا ہے کہ اگر اللہ نے یہ انعام وسہولت نہ دی ہوتی تو سردی کی کلفت برداشت کرنا مشکل تھا مگر وہ اس کیلئے بھی تیار تھا لیکن اب جب خود شریعت نے یہ رعایت دی تو وہ اس سے فیض یاب ہو رہا ہے۔

موزوں پر مسح کرنے کی شریعت نے جو اجازت دی ہے وہ مخصوص قسم کے موزے ہیں جن کو خفین کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ تمام موزوں کیلئے یہ اجازت نہیں لیکن افسوس کچھ لوگ کم علمی کے باعث، کچھ سہولت پسندی کے باعث، کچھ محض رسالے پڑھ کر کچھ لوگ احادیث کا غلط اور نامناسب ترجمہ کر کے اس مسئلہ میں طرح طرح کی

گمراہی کا شکار ہو رہے ہیں۔ اور شریعت کی اس رعایت کی حدود کی پروا کئے بغیر ہر قسم کے موزوں پر مسح کرنے لگے ہیں حتیٰ کہ بعض لوگ چھلنی جیسے نائیلان کے موزوں پر بھی مسح کرنے سے نہیں چوکتے، اور کچھ اللہ کے بندے تو گرمی کے موسم میں بھی ایسے موزوں پر مسح کرنے کا اقدام کرنے لگے ہیں جو بالکل جالی کی طرح ہوتے ہیں اور ان سے پاؤں کا رنگ وروپ بھی جھلکنے لگتا ہے اس کا بھیانک اور خطرناک نتیجہ یہ ہے کہ ایسے سبھی لوگوں کی نمازیں ادا نہیں ہوتیں اور وہ اپنے آپ کو جب باوضو سمجھتے ہوں گے اس وقت درحقیقت وہ بے وضو ہوتے ہیں پس اس صورتحال کے باعث بہت اختصار کے ساتھ آسان زبان میں اس مسئلے کی وضاحت کی جارہی ہے لیکن پہلے مسح کے عام مسائل بیان کئے جاتے ہیں۔

مسح علی الخفّین کی بنیاد

خفین یعنی چمڑے کے موزوں پر مسح کرنا بہت سی احادیث سے ثابت ہے حتیٰ کہ بعض حضرات نے بیان کیا ہے کہ مسح علی الخفین کے سلسلے میں چالیس احادیث وارد ہوئی ہیں حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ ستر صحابہ نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خفین پر مسح کرتے تھے حفاظ حدیث نے تصریح کی ہے کہ مسح علی الخفین کی احادیث درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی یعنی یہ احادیث متواتر ہیں (حدیث متواتر اعلیٰ ترین حدیث ہوتی ہے جیسا کہ اصول حدیث سے واضح ہے)۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مسح علی الخفین کی احادیث جمع کی گئیں تو وہ اسی (۸۰) صحابہ سے مروی پائی گئیں۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ میں نے ستر (۷۰) بدری کو خفین پر مسح کرتے ہوئے پایا۔

اسی وجہ سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ اہل السنۃ والجماعۃ

کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ مسح علی الخفین کو درست سمجھے یہی بات حضرت امام مالکؒ نے بھی بیان فرمائی۔ حضرت ابوالحسن کرخیؒ نے فرمایا کہ جو شخص مسح علی الخفین کو جائز اور مسنون نہ سمجھے مجھے ڈر ہے کہ وہ کافر نہ ہوجائے اُمت میں صرف اہل تشیع، رافضی مسح کے منکر ہیں۔ (بدائع الصنائع صفحہ ۸ جلد اول معارف السنن شرح ترمذی صفحہ ۳۳۲)۔

خفین کیا ہے؟

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خف کا مطلب موزہ ہے اور موزے پر مسح جائز ہے۔ لہٰذا ہر قسم کے موزوں پر مسح کرنا درست ہوگا چاہئے وہ موزے اونی ہوں یا سوتی نائیلان کے ہوں یا فوم کے، باریک ہوں یا دبیز اور موٹے مگر بلاشبہ یہ بات غلط ہے اور قطعاً غلط ہے اتنا ہی نہیں بلکہ خطرناک حد تک غلط اس لئے کہ ایسی صورت میں بہت سے مسح کرنے والے درحقیقت بے وضوہی نماز ادا کررہے ہیں حالانکہ وہ نماز ہی ادا ہی نہیں ہوتی اور وہ اس خوش فہمی میں ہیں کہ شریعت کی دی ہوئی سہولت پر عمل ہورہا ہے حالانکہ یہ الٹا خلاف شریعت ہورہا ہے اور خلاف شریعت بھی شریعت کے نام سے ہورہا۔ فـــــوا اسفاہ۔

خف کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ اس کا مصدق ہم اپنے فہم یا اپنے زمانے کی مصنوعات صرف اپنے ترجے سے نہیں کرسکتے اور اگر ایا اس کریں تو گمراہی کا پہلا قدم یہی ہوگا کہ شریعت کے الفاظ کی من مانی اور دل پزیر تشریح ہونے لگے اس کے علی الرغم ہم کو خف کا وہی مفہوم مراد لینا ہوگا جو خود عمل رسول ﷺ اور عمل صحابہ ؓ، محدثین وفقہاء کی تشریحات سے طے ہو چنانچہ خف کی حقیقت ملاحظہ ہو:

الخف هو الساتر للكعبين فاكثر من الجلد (التعريفات الفقهيه)	خف ٹخنے یا اس سے اوپر تک کے پاؤں کو چھپانے والے چمڑے کو کہتے ہیں۔

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ نے بحر الرائق میں لکھا ہے:

الخف فی الشرع اسم للمتخذ من الجلد الساتر للكعبين فصاعداً.	خف شریعت میں اُس چمڑے کے موزے کو کہتے ہیں جو ٹخنے یا اوپر تک ڈھانک لے۔

علامہ یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے ترمذی کی شرح معارف السنن میں لکھا ہے:

الخف فی الشرع اسم للمتخذ من الجلد ونحوهٔ الساتر للكعبين فصاعداً متصلاً بالقدم من غير ان يشف. (معارف السنن)	شریعت میں خف اس چیز کو کہتے ہیں جو چمڑے یا چمڑے جیسی چیز سے بنایا جائے جو ٹخنوں تک یا پنڈلی تک ڈھانک لے اور پاؤں سے متصل ہو اور اس میں پانی نہ چھن سکے۔

ان تصریحات سے واضح ہے کہ خف کا ترجمہ صرف موزہ کرنا، اور پھر اس سے ہر قسم کا موزہ مراد لینا بلاشبہ غلط ہے، درحقیقت خف چمڑے کے موزے کو کہتے ہیں، اور شریعت نے جو سہولت اور مسح کی اجازت دی ہے وہ اسی خف پر ہے اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے لے کر آج تک اس کو مسح علی الخفین کے عنوان سے ہی بیان کیا گیا نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ یا بعد کے کسی محدث یا فقیہہ نے خف سے مراد ہر قسم کا موزہ نہیں لیا۔ اس لئے بھی خف کا ترجمہ عام موزہ کرنا غلط ہے۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی رائے

حضرت امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جو بلاشبہ اپنے عہد میں حدیث کے امام تھے اسی نے غلط فہمی کو دور فرمایا۔ چنانچہ آپؒ نے فرمایا کہ خف کا ترجمہ موزہ کرنا غلط ہے۔ فیض الباری شرح البخاری میں ہے:

ولیس ترجمته موزہ. خفہ کا ترجمہ موزہ نہیں ہے۔

(فیض الباری ص ۳۰۲ جلد ۱)

غرض کہ خف کا ترجمہ موزہ کرنا اور ہر نوع کے موزے مراد لینا درست نہیں ،اور نہ یہ درست ہے کہ شریعت کی دی ہوئی سہولت اپنے مورد سے متجاوز کی جائے۔ لہٰذا خف سے مراد صرف چمڑے کے موزے ہیں۔

مسح کرنے کی مدت

جب کوئی شخص شریعت کے عطا کردہ اس انعام سے فائدہ اٹھانا چاہئے تو اس کا اصول اور مدت کا جاننا ضروری ہے۔ انسان جب وضو کرے اور پاؤں دھوئے تو اب وہ خفین پہن لے، اس کے بعد جس وقت اس کا وضوٹوٹ جائے گا اُسی وقت سے مسح کی مدت شروع ہوگی مثلاً ایک شخص نے صبح نماز فجر کیلئے پورا وضو کیا پاؤں بھی دھو لئے اور اب خفین پہن لئے اس کے بعد مثلاً دس بجے اس کا وضوٹوٹ گیا تو اس دس بجے سے اس کی مدت مسح شروع ہوگئی۔ اب اگر یہ شخص مقیم ہے یعنی حالت سفر میں نہیں ہے تو اگلے دن دس بجے تک یہ مسح کرے لیکن شرط یہ ہے کہ اس دوران خف پاؤں سے نہ نکالے اگر کبھی اس دوران پاؤں سے خف نکالے تو مسح کرنے کی سہولت ختم ہو جائے گی۔ اور اب اس کو پاؤں دھونے پڑیں گے اگر یہ شخص مقیم نہیں بلکہ مسافر ہے تو اس کو تین دن، تین رات تک مسح کرنے کی اجازت ہے لیکن شرط وہی ہے کہ خف نے نکالے نہ دن میں نہ رات میں۔ حدیث میں ہے:۔

قال علی ﷺ جعل رسول اللّٰه ﷺ ثلاثة ایام ولیا لیهن للمسافر ویوم ولیلة للمقیم.

(مسلم التوقیت فی مسح الخفین)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسافر کیلئے تین دن اور تین رات اور مقیم کیلئے ایک دن ایک رات مسح کی مدت مقرر فرمائی۔

اس بارے میں اور دوسرے مسائل واحادیث متعلقہ ابواب میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

مسح کرنے کا طریقہ

خف پہننے کے بعد جب وضوٹوٹ جائے تو مسح کی مدت اُسی وقت سے شروع ہوگی۔اب جس وقت بھی وضوکیا جائے تو خف نکالے بغیر ہاتھ کی تین انگلیوں سے پاؤں کے پنجے کے اوپر اس طرح مسح کرے کہ پاؤں کی انگلیوں سے پنڈلی کی طرف لکیریں بنتی چلی جائیں اگر کوئی شخص صرف ایک انگلی سے بھی تین دفعہ پاؤں کے اوپر اس طرح مسح کرے کہ تین خط پنجے سے پنڈلی کی طرف بن جائیں تو یہ بھی کافی ہے اس کے متعلق احادیث ملاحظہ ہو:

عن علی ﷛ قال لو کان الدین بالرای لکان اسفل الخف اولیٰ بالمسح من اعلاہ وقد رأیت رسول اللہ ﷺ یمسح علیٰ ظاھر خفیہ .
(ابو داؤد باب کیف المسح)

حضرت علی ﷛ فرماتے ہیں کہ اگر دینی مسائل کی بنیاد صرف عقل پر ہوتی تو خف کے نیچے مسح کرنا زیادہ موزوں ہوتا بہ نسبت اوپر سے مسح کرنے کے اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے خف کے اوپر کے حصے پر مسح فرمایا۔

عن المغیرۃ ابن شعبۃ ﷛ قال رأیت رسول اللہ ﷺ یمسح علی الخفین علی ظاھرھما.
(ترمذی باب المسح علی الخفین)

حضرت مغیرہ ابن شعبہ ﷛ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ موزہ کے اوپر مسح کرتے تھے۔

روی .. حدیث علی ﷛ انہٗ قال فی اخرہ لکنی رأیت رسول اللہ ﷺ یمسح علی

حضرت علی ﷛ کی حدیث میں مروی وہ آخر میں فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ مسح کرتے تھے خف کے

ظاہر خفیہ خطوطا بالاصابع — اوپر اس طرح کہ جیسے ہاتھ کی انگلیوں سے خط کھنچ رہے ہوں۔

بدائع الصنائع ج ۱ صفحہ ۱۲

اس مسئلہ کی مزید تفصیلات حدیث وفقہ کی بڑی کتابوں میں مل سکتی ہیں۔

سوتی یا نائیلان کے موزوں پر مسح

عام قسم کے سوتی موزوں پر یا نائیلان کے موزوں پر یا اونی موزوں پر مسح کرنا ہرگز جائز نہیں اس پر پوری امت کا اتفاق ہے اصل حکم جو وضو میں دیا گیا ہے وہ پاؤں دھونے کا ہے اس حکم صریحی اور حکم قطعی کو جو نص قطعی سے ثابت ہے کو موقوف کرنا اور محض اپنی عقل وقیاس سے یا کسی کمزور حدیث کا سہارا لے کر دوسرا عمل کرنا قرآن مجید چھوڑنے کے مترادف ہے خفین پر مسح کی احادیث چونکہ متواتر ہیں اور صحابہ ؓ کی کثیر جماعت سے عملاً وقولاً یہ احادیث مروی ہیں اس لئے صرف خفین کی حد تک تو پاؤں دھونے کو موقوف کرنا اور خفین پر مسح کرنا درست ہوگا مگر خفین کی حد تک تو پاؤں دھونے کو موقوف کرنا اور خفین پر مسح کرنا درست ہوگا مگر خفین کے علاوہ کسی اور موزے پر مسح کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ اس موزے کے حق میں بھی اسی درجہ کی احادیث موجود ہوں اُس کے بعد ہی ان موزوں پر مسح کرسکیں گے۔ اور قرآن کا حکم چھوڑ سکیں گے۔

(معارف السنن شرح ترمذی جلد ا صفحہ ۳۴۵)

اصل حکم تو پاؤں دھونے کا ہے لیکن چونکہ نبی کریم ﷺ نے اپنے عمل اور اپنے ارشادات سے خفین پر مسح کی اجازت دی ہے۔ لہٰذا یہ اجازت صرف ارشاد رسول اکرم ﷺ وعمل رسول اکرم ﷺ کے باعث قبول کی جائے گی مگر یہ اجازت اسی پر منحصر رہے گی۔ اس سے آگے دوسرے موزوں تک اس اجازت کو لے جانے کیلئے ضروری ہے وہ دوسرے موزے بھی کم از کم ان اوصاف کے حامل ہو جو اوصاف خف میں ہوتے ہیں۔

خف کے اوصاف کیا ہیں؟ وہ موٹا ہوتا ہے، بغیر جوتا پہنے صرف خف پہن کر کئی میل چل سکتے ہیں، وہ بغیر باندھے ہوئے صرف اپنے موٹے پن اور دبیز ہونے کے باعث پنڈلی کم از کم رہ سکتا ہے اس میں پانی بھی نہیں چھنتا نہ وہ جلدی سے پانی جذب کرتا ہے۔

اگر خف کے علاوہ کسی دوسرے موزے میں یہ اوصاف ثلاثہ پائے جائیں تو اس پر بھی مسح درست ہوگا ورنہ نہیں یعنی دوسرا کوئی موزہ اگر موٹا ہو تین میل بغیر جوتے اس میں چل کر بھی وہ نہ پھٹ سکے اُس میں پانی بھی نہ چھن سکے اور وہ اپنی موٹائی اور دبیز ہونے کے باعث پنڈلی پر قائم رہ سکے نہ کہ تنگی اور چست ہونے کے باعث تو ایسے موزے پر مسح درست ہوگا۔ یہ تمام شرائط حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی ہیں۔ (امداد الفتاوی جلد ۱ رصفحہ ۵۷)۔

ان شرائط کی تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو درمختار اور اس کی شرح رد المحتار، بحر الرائق۔

خلاصہ یہ ہے کہ عام قسم کے سوتی اُونی یا نائیلان موزوں پر مسح کرنا ہرگز درست نہیں نہ ایسے شخص کا وضو مکمل ہوگا۔ اور جب وضو مکمل نہ ہو تو تمام عبادات جو طہارت سے کی جاتی ہیں ان کا حال ظاہر ہے۔ خصوصاً نماز کا معاملہ جو انتہائی حد تک نازک ہے۔ مشہور اہل حدیث عالم شیخ عبدالرحمٰن مبارکپوری نے بھی ان شرائط کو قبول کرتے ہوئے لکھا ہے:

اشتر کوا فی الجواز علی المسح علی الجوربین بتلک القیود لیکون فی معنی الخفین ویدخلا تحت احادیث الخفین فری بعضهم ان الجوربین اذا کانا مجلدین کانا فی معنی الخفین. (تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی)

سوتی موزوں پر مسح کرنے والوں کے دلائل

سوتی یا اُونی یا نائیلان کے موزوں پر مسح کرنے میں اکثر حضرات کو سہل انگاری اور سستی کے باعث اور حمیت دینی کی کمی کے باعث مبتلا دیکھا گیا، البتہ کچھ حضرات ان موزوں پر مسح کرنے کیلئے دلائل بھی پیش کرتے ہیں ذیل کی سطور میں ہم ان دلائل کا اختصار کرے ساتھ جائزہ لیتے ہیں۔ عام موزوں پر مسح کو جائز سمجھنے والے حضرات یہ حدیث پیش کرتے ہیں:

عن المغيرة ابن شعبة ؓ قال توضا النبی ﷺ ومسح على الجوربين والنعلين.

حضرت مغیرہ ابن شعبہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور جورب اور نعلین پر مسح کیا یہ حدیث ترمذی نے حضرت مغیرہ سے ابن ماجہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت کی ہے۔ اس حدیث کا درجہ کیا ہے، محدثین اس کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں، ملاحظہ فرمایئے:

امام بیہقیؒ نے اس حدیث کو نقل کر کے فرمایا یہ حدیث منکر ہے۔

امام مسلمؒ فرماتے ہیں اس حدیث کے راوی ابوقیس اور ہذیل نے اس حدیث کے بقیہ تمام راویوں کی مخالفت کی ہے لہٰذا ابوقیس اور ہذیل جیسے راویوں کی وجہ سے قرآن نہیں چھوڑا جا سکتا۔

امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن ابن مہدی اس حدیث کو بیان نہیں کیا کرتے تھے حضرت مغیرہ ابن شعبہ سے جو روایت منقول ہے اس میں موزوں پر مسح کرنا منقول ہے، اس میں جرابوں کا تذکرہ نہیں حضرت سفیان ثوری، عبدالرحمٰن ابن مہدی، امام احمد بن حنبل، علی ابن مدینی اور امام مسلم نے فرمایا کہ یہ حدیث ضعیف ہے علی ابن

مدنی فرماتے ہیں کہ حضرت مغیرہ ابن شعبہ نے اس روایت کو اہل مدینہ، اہل کوفہ اور اہل بصرہ نے نقل کیا لیکن جب اسی حدیث کو ہذیل نے نقل کیا تو، جرابوں پر مسح، کا اضافہ کیا اور اس طرح تمام لوگوں کی مخالفت کی ٹھیک یہی بات امام بیہقیؒ نے بھی فرمائی ہے، امام بیہقیؒ نے فرمایا کہ ابومحمدؒ نے بیان کیا کہ امام مسلمؒ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا۔ ملاحظہ ہو نصب الرایہ ج ۱ ص ۱۸۵، معارف السنن ج ۱ ص ۳۴۵۔

حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ جو امام العصر علامہ محمد انور شاہ صاحبؒ کے شاگرد رشید تھے، فرماتے ہیں:

واما المسح علی الجوربین فلم یرد الافی ثلاث روایات من حدیث مغیرۃ ابن شعبۃ وحدیث ابی موسیٰ وحدیث بلال فکلا ھما ضعیف.	جوربین پر مسح صرف تین روایات میں آیا ہے حضرت مغیرہ ابن شعبہؓ کی حدیث اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور حضرت بلالؓ کی حدیث ان میں حضرت ابوموسیٰؓ وبلالؓ کی حدیثیں ضعیف ہیں۔

(معارف السنن ج ۱ /ص ۳۵۰)

مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی لکھا کہ خفین پر مسح کی حدیث حضرت مغیرہ ﷺ سے تقریباً ساٹھ طرق سے مروی ہے۔ اور کسی میں بھی جورب کا ذکر نہیں صرف اس میں ایک سند میں یہ لفظ آیا تو دل کیسے اس پر مطمئن ہو سکتا ہے (معارف السنن ص ۳۵۱)۔

حضرت مغیرہ ابن شعبہ ﷺ کی حدیث کے متعلق ماہرین علم حدیث کی آراء اوپر آچکی ہیں۔ علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری نے لکھا بہت علمائے حدیث نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا لہٰذا میرے نزدیک ان کا ضعیف قرار دینا مقدم ہے تحفۃ الاحوزی متعلقہ باب۔

روایت کے متعلق یہ بحث تو بحیثیت نقل روایت ہے اس حدیث سے مسئلہ کا استنباط اور عام موزوں پر مسح کو جائز قرار دینا درایۃً کیونکر غیر صحیح ہے۔ اس کیلئے حضرت

الاستاذ جناب مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری محدث دارالعلوم دیوبند کا مختصر جامع بیان ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔

حدیث اس سلسلے میں مجمل ہے کہ وہ جرابین ثخین تھیں یا رقیق پھر سادہ تھیں یا منعل کیونکہ حدیث کے الفاظ مسح علی الجوربین والنعلین کا مطلب بعض محدثین نے مسح علی الجوربین المنعلین بیان فرمایا ہے۔

نیز یہ تعیین بھی ضروری ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وضو واجب تھا یعنی حدث کی حالت میں فرمایا گیا تھا یا مستحب تھا یعنی وضو علی الوضو تھا۔ نیز یہ بھی واضح ہونا ضروری ہے کہ یہ حکم عام ہے یعنی تمام امت کیلئے ہے صرف حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں ہے ورنہ کہا جاسکتا ہے کہ واقعہ حال لا عموم لھا۔ (حاشیہ امداد الفتاوی ص ۷۹ ج ۱)

شریعت نے وضو کیلئے اصل حکم پاؤں دھونے کا دیا ہے۔ اور یہ حکم قرآن مجید کی نص صریح سے واضح ہے اس حکم کا ترک اس وقت تک درست نہیں جب تک کہ اہل علم (اصول فقہ واصول حدیث) کے بیانات کے مطابق اس حکم کیلئے ناسخ بھی کوئی نص صریحی یا حدیث متواتر نہ ہو چنانچہ امام مسلمؒ نے فرمایا کہ ہم ابوقیس اور ہذیل (یہ دونوں اوپر کی حدیث کے راوی ہیں) جیسے لوگوں کی وجہ سے قرآن کے ظاہر کو ترک نہیں کر سکتے۔

خفین پر مسح کی احادیث چونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی کثیر جماعت نے روایت کی ہیں۔ اور یہ حدیث درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ لہٰذا ان احادیث کے باعث مسح علی الخفین کی رخصت پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ لیکن جورب پر مسح کی ضعیف اور منکر حدیث سے نص قرآنی کو ترک کرنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے چنانچہ علامہ یوسف بنوریؒ نے فرمایا:

ان المسح علی الخفین کم یکد یتلقاه الامة لمخالفته نص القرآن المتواتر غیر انه لتواتر الروایة به تلقرهٔ وکان تواتر اینسخ بمثله الوحی المتلو کما تقدم عن ابی حنیفة ما قلت با لمسح حتی جائنی مثل ضوء النهار.
(معارف السنن ص ۳۵۰)

مسح علی الخفین کو امت نے نص قرآنی کی مخالفت کے باعث قبول نہ کیا مگر روایت کے متواتر ہونے کی وجہ سے امت نے اس کو قبول کیا اور تواتر وحی متلو جیسے حکم متواتر کو منسوخ کرتا ہے جیسا کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ میں خفین پر مسح کو درست ہرگز نہ قرار دیتا لیکن دن کی روشنی کی طرح (واضح) قطعی اور متواتر حدیث آئی ہے۔

نص قرآن سے ثابت حکم غسل رجلین کو امت نے صرف متواتر احادیث کے باعث مسح علی الخفین کے باب میں منسوخ تسلیم کیا لیکن خفین کے علاوہ عام موزوں کے متعلق یہ رخصت دینا اور رخصت خاص کو بلا دلیل کے رخصت عام قرار دینا شاید کم علمی سہل انگاری اور محاسبہ آخرت سے بے فکری ہو سکتی ہے ورنہ امت کی نمازیں جو انتہائی کم مقدار میں ہے کو عام موزوں پر مسح کرنے کی اجازت دے کر مزید خراب کرنے کی نامحمود سعی وکوشش کرنے کی جسارت نہ ہوتی۔

سوتی وغیرہ موزوں پر مسح کی کچھ اور حدیثیں بھی نقل کی جاتی ہیں۔ لیکن وہ احادیث بھی یا ضعیف، یا منکر، یا منقطع، یا مدلس ہیں اور بعض احادیث کے راوی تو شیعہ ہیں جو محدثین کے متفقہ فیصلے کے مطابق رد کر دی جاتی ہیں۔

ایک حدیث یہ بھی پیش کی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو اجازت دی کہ وہ "تساخین" پر مسح کرے یہ حدیث حضرت ثوبان ﷺ سے مروی ہے لیکن مشہور اہل حدیث عالم شیخ عبدالرحمن مبارک نے تحفۃ

یہ حدیث منقطع ہے ابی ابی حاتم نے مراسیل میں امام احمد ابن حنبلؒ کا یہ قول نقل کیا کہ راشد کا سماع ثوبان سے ثابت نہیں۔ (تحفۃ الاحوزی ص ۱۰۳ ج ۱)

جب یہ حدیث ہی منقطع ہے تو ظاہر ہے کہ اس سے بھی حکم قرآن کو منسوخ کرنے کا کوئی جواز نہیں نکل سکتا، نیز اس حدیث میں تساخین پر مسح کی اجازت اگر تسلیم بھی کی جائے تو لغۃً یہ طے نہیں ہے کہ تساخین کا اصل مفہوم کیا ہے کسی نے کہا کہ اس سے مراد وہ ٹوپیاں ہیں جو علماء پہنا کرتے تھے، حمزہ اصفہانی نے یہی کہا ہے، دوسرے علماء لغت کا کہنا ہے کہ اس سے مراد ہر وہ چیز جس سے پاؤں کو گرمی پہنچائی جائے چاہے وہ خف ہوں یا کوئی چیز مشہور ترین شارح حدیث، اور بخاری کی شرح فتح الباری کے مصنف علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے بلوغ المرام میں تساخین سے مراد چمڑے کے موزے بیان فرماتے ہیں، چنانچہ حدیث یوں نقل ہے:

ومن ثوبان رضی اللہ عنہ **قال بعث رسول اللّٰہ** ﷺ **سریة فامر هم ان یمسحوا علی العصائب یعنی العمائم والتساخین یعنی الخفاف.** رواہ احمد و ابو داؤد، بلوغ المرام صفحہ ۹.	حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ (جماعت مجاہدین بھیجا، اور ان کو حکم دیا کہ وہ عصائب یعنی عماموں پر مسح کریں اور تساخین یعنی چمڑے کے موزوں پر مسح کریں۔

ظاہر ہے کہ اگر یہ حدیث روایۃً تسلیم بھی کی جائے جیسا کہ حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے، لیکن حافظ عسقلانیؒ نے اس سے مراد خف یعنی چمڑے کے موزے بیان فرمائے، اس حدیث سے بھی عام سوتی نائلان، یا اونی موزوں پر مسح کا جواز نہیں نکل سکتا۔

علماء امت کا فیصلہ

اونی، سوتی، یا نائیلان کے موزوں پر مسح کرنے کی اجازت امت میں سے کسی بھی محدث یا فقیہہ سے ثابت نہیں، چنانچہ قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ترمذی کی شرح میں فرمایا جوارب (عام موزوں) پر مسح کرنے کا قول اہل مذاہب میں سے کسی سے ثابت نہیں ہے۔ (الکوکب الدری شرح ترمذی ص ۶۲ ج ۱)

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کہ جوارب پر مسح کرنے کا قول اہل مذاہب میں سے کسی سے ثابت نہیں کے بعد ذیل میں چند اعاظم امت کا مسلک ملاحظہ فرمایئے:

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

حضرت امام ابوحنیفہؒ کا پہلا مسلک الکوکب الدری میں اس طرح ہے:

مذهب الامام الهمام رضى الله	امام ہمام کا مسلک یہ ہے کہ اگر
عنه جواز المسح عليهما اذا	جوارب موٹے ہیں اور ان پر چمڑا بھی
كانا ثخينين و	لگا ہوا ہو تو مسح جائز ہے اور
منعلين واذا عدم وصف	جب ان دو میں سے کوئی شرط معدوم
منهما يجز الكوكب ص ٦٢ ج ١	ہو تو پھر مسح کرنا جائز نہیں۔

حضرت امام ہمام کا مسلک پہلے یہ تھا کہ موزہ پر جب تک چمڑا نہ ہوا اور وہ خود بھی دبیز نہ ہو مسح کرنا درست نہیں، لیکن آخر عمر میں آپ نے اس سے رجوع کیا، اور دبیز ہونے کی شرط باقی رکھی، چنانچہ اس رجوع کا واقعہ مولانا یوسف بنوریؒ نے یوں بیان فرمایا:

واختلفوا فی الثخینین فا الجمہور جوزوہ ومنعہ ابو حنیفہ ھذا ملخص ما فی البدائع وغیرہ وروی عن ابی حنیفۃ الرجوع الی قول صاحبیہ قبیل وفاتہ.	موٹے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں علماء کو اختلاف تھا جمہور علماء نے جائز قرار دیا، اور امام ابوحنیفہؒ نے منع کیا پھر امام موصوفؒ کا صاحبین کی طرف رجوع بھی منقول ہے، جو آپ نے وفات سے چند ایام قبل کیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ مسلک حنفی کے مطابق موٹے جراب پر مسح کرنا جائز ہے مگر اس کیلئے درج ذیل شرائط ہیں مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر طور پر لکھا:

واشترطوا فی الثخینین ان یثبت و یستمسک بالساق من غیر رباط.	اور موٹے موزوں کیلئے یہ شرائط علماء نے لگائیں کہ وہ ٹھہر سکے، اور پنڈلی پر بغیر باندھے ہوئے بھی رک سکے۔

حضرت مفتی شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان نے تفصیل سے موٹے موزے کی شرائط لکھی ہے، آپ نے لکھا ہے تخینین فقہاء کی اصلاح میں وہ جراب ہے جس کا کپڑا اس قدر دبیز اور موٹا ہو کہ:

﴿۱﴾ اس میں تین میل بغیر جوتے کے سفر کر سکیں۔

﴿۲﴾ وہ پنڈلی پر بغیر گیٹس وغیرہ سے باندھے ہوئے قائم رہ سکے بشرطیکہ یہ قائم رہنا کپڑے کی تنگی وچستی کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اسکی ضخامت اور جرم کے موٹا ہونے کی وجہ سے ہو۔

﴿۳﴾ نیز وہ پانی کو جلد جذب نہ کرے۔

﴿۴﴾ اور پانی اس میں نہ چھنے، حاشیہ امداد الفتاوی ص ۷۵۔

یہ شرائط جو کپڑے کے موزے کیلئے فقہاء نے لگائیں ان کا ماخذ کیا ہے، اس سلسلے میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے ہی وضاحت فرمائی کہ جب امور پر نظر کی

جائے تو واضح ہوتا ہے کہ اصل فریضہ پاؤں دھونا ہے جو نص قرآن سے ثابت ہے، لیکن احادیث متواترہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ خفین پہننے کی صورت میں مسح بھی کافی ہے، لہٰذا اب اس حکم کو خفین سے متجاوز کر کے جرابوں میں جاری کرنا بھی اس شرط کے ساتھ ہونا چاہئے، کہ ان جرابوں کا بحکم خفین ہونا اور تمام شرائط خفین کا ان میں متحقق ہونا یقینی طور پر ثابت ہو جائے، اور جس جراب میں شک رہے کہ وہ بحکم خفین ہے یا نہیں اور شرائط خفین اس میں ہیں یا نہیں ان پر مسح کی اجازت نہ دی جائے بقاعدہ الیقین لا یزول بالشک ۔

(فتاوی دار العلوم قدیم ج ا باب المسح، وحاشیہ امداد الفتاوی ص ۷۷)

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے علمی اور اصطلاحی انداز میں اسی بات کو یوں فرمایا:

وبالجملة لم يعلموا بالطلاق	بہرحال علماء نے اطلاق حدیث پر عمل
الحديث بل كانهم عملوا	نہیں کیا بلکہ گویا انہوں نے خف میں
يتنقيح المناط في الخف	تنقیح مناط کی پھر جوارب کو اس میں
فادخلوا فيه ما ذكرنا.	داخل کیا۔

تنقیح مناط کیا ہے، اس کی وضاحت حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمائی:

تنقيح المناط ان يصدر حكم	تنقیح مناط یہ ہے کہ کسی صورت میں
من الشارع في صورة قد	شارع کا حکم صادر ہوجائے اور اس
اجتمعت هناك امور واتفق	صورت میں بہت امور جمع ہوجائیں ان
بعض تلك الامور مناط	میں سے بعض امور اس حکم کی علت بن
ذالك الحكم وبعضها لا	سکتے اور بعض امور کو اس حکم کی علت بننے
دخل لها فيه فتعرف الامر	میں کوئی دخل نہیں ہے پس ان امور کو

الذی هو العلة فهو تنقیح المناط. (مبصر نزری ص ۵۹) پہچان کر کے طے کرنا جو اس حکم میں علت بن رہے ہیں یہی تنقیح مناط ہے۔

حضرت الاستاذ مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری نے فتح الملہم کے حوالے سے تنقیح مناط کی حقیقت یہ بیان فرمائی تنقیح مناط اصولیوں کے نزدیک یہ ہے کہ اگر کسی جگہ نص بظاہر کسی وصف پر دلالت کرے یا محل حکم میں کسی پر امکانی اوصاف ہوں جن پر نص دلالت کرتی ہے تو وہاں مجتہد غور کرے گا کہ آیا نص جس وصف پر دلالت کرتی ہے اس کو باقی رکھے یا اس کو ختم کر کے عام علت پر حکم کا مدار رکھے نیز امکانی اوصاف میں سے کن کن کو حذف کرے اور کس کو باقی رکھے، الحاصل تنقیح مناط حذف وتعیین میں جد وجہد کرنے کا نام ہے (حیات امام طحاوی ص ۷۰)۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو شرائط ذکر فرمائی ہیں وہ دراصل خف میں سے علتوں کی تخریج کی اور پھر ان علتوں کا تعدیہ کیا یعنی فقہاء نے اس پر غور کیا کہ خف میں ایسے کیا اوصاف ہیں جو مسح اس پر جائز رکھا گیا۔ غور کے بعد وہی اوصاف متعین ہوئے جو بطور شرائط کے اوپر مذکور ہوئے پھر اس پر غور کیا گیا کہ مسح کے جواز کا حکم کیا انہی اوصاف پر مبنی ہے۔ یعنی کیا حکم مسح کیلئے یہی اوصاف علت ہیں؟ فقہاء نے حذف وتعیین کے بعد انہی اوصاف کو علت جواز مسح قرار دیا اب یہی علتیں، اور یہی اوصاف وشرائط جب کسی دوسرے موزے میں پائی جائیں تو اس پر بھی مسح درست ہوگا اور جب کسی موزے میں یہ اوصاف کل مفقود ہوں یا بعض مفقود ہوں تو مسح کرنے کا حکم اس موزے کے متعلق نہیں رہے گا۔

اس تحقیق اور تفصیل کے بعد یہ مسئلہ اچھی طرح واضح ہوگیا کہ جوارب پر مسح کے متعلق جو حدیث ہے اس کا درجہ کیا محدثین نے اس کے متعلق کن آراء کا اظہار فرمایا ہے نیز فقہاء نے عام موزوں کیلئے جن شرائط کو متعین کیا ہے وہ شرائط کس طرح متعین کی

گئیں۔اوران شرائط کا ماخذ کیا ہےاس کے بعد وہ غلط فہمی اچھی طرح رفع ہوسکتی ہے۔جو مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کو ہوئی ہے سید مودودی صاحب نے لکھا ہے:

میں نے امکانی حد تک یہ تلاش کرنے کی کوشش کی کہ ان شرائط کا ماخذ کیا ہے مگر سنت میں کوئی ایسی چیز نہ مل سکی سنت سے جو کچھ ثابت ہے وہ یہ ہے کہ نبی ا نے جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔(رسائل ومسائل ص ۹۵۸ حصہ ۲)۔

سید مودودی صاحب نے نہ اس کی تحقیق کی کہ یہ حدیث کس درجہ کی ہے جس سے وہ استدلال کرر ہے ہیں، نہ محدثین کا نقد جو اس حدیث پر ہے ملاحظہ کیا، نہ اس حقیقت پر غور کیا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور ضعیف سے قرآن پر زیادتی یا قرآن کا نسخ درست نہیں، جیسا کہ اصول فقہ کا معروف کلیہ ہے نہ وحی متلو (قرآن) سے اس کا تعارض زیر غور لایا نہ تنقیح مناط کی حقیقت پر غور کیا، اور نہ فقہاء کی تعیین شرائط کی علت کو اپنی امکانی حد تک کوشش کے باوجود دریافت کر سکے، ان چند در چند وجوہات کے باعث انہوں نے عام موزوں پر مسح کو جائز کر دیا، حالانکہ جمہور علماء حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ حنابلہ میں سے کسی نے بھی اس کو جائز قرار نہیں دیا۔اس لئے یہ کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے مزید انہوں نے یہ بھی لکھا ہے:

''میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ فقہاء کی عائد کردہ ان شرائط کا کوئی ماخذ نہیں''

حالانکہ یہ تنقیح مناط سے متعین شدہ شرائط ہیں اوران کا ماخذ خالص علمی اور اصولی ہے۔ خلاصہ یہ کہ عام قسم کے سوتی یا نائیلان کے موزوں پر حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسح کرنا درست نہیں ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

علامہ کاسانی نے بدائع الصنائع میں لکھا ہے کہ:

وعند الشافعی لا یجوز مسح علی الجوارب وان کانت

امام شافعیؒ کے نزدیک جوارب پر مسح کرنا درست نہیں چاہے ان کے تلوے چمڑے

منعلة الا انا اذا كانت مجلة الكعبين. (بدائع ص ١٠) | کے ہوں (منعل) ہاں اگر ان پر ٹخنوں تک چمڑا لگا ہوا ہو (مجلد) تو پھر درست ہے۔

ظاہر ہے کہ عام موزوں پر ٹخنوں تک تو کسی تلووں میں بھی چمڑا نہیں ہوتا یعنی مجلد ہوتا تو ایک طرف وہ منعل بھی نہیں ہوتے تو ان پر بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسح کرنا درست نہیں اسی لئے شوافع کا عمل اسی پر ہے۔

مفتیٔ اعظم پاکستان کی رائے

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتیٔ اعظم پاکستان نے جرابوں یعنی سوتی اور اونی موزوں کی اقسام بیان کرنے کے بعد ان میں سے ہر قسم کے الگ الگ احکام لکھے عام موزے جو باریک ہوتے ہیں ان کو رقیق سادہ کہا ان کے متعلق فرمایا کہ رقیق سادہ پر مطلقاً بالاتفاق مسح ناجائز ہے۔ (حاشیہ امداد الفتاویٰ ج ا ص ۲۷۶)

علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مایۂ ناز شاگرد علوم حدیث کے عظیم محقق اور عرب وعجم میں حدیث کے مسلم استاذ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے ترمذی شریف کی بے نظیر شرح معارف السنن میں فرمایا:

ثم ان عمل من المتسهّلين	قوم کے کچھ سہولت پسند وتن آسان
بالمسح على الجوارب	لوگوں کا باریک موزوں پر عمل کرنا،
الرقيقة ليس له اصل في	شریعت میں اس کی کوئی ایسی بنیاد نہیں
الشريعة يعتمد عليه.	جس پر اعتماد کیا جائے اور کہا جاسکے یہ
(معارف السنن ج ١ ص ٣٥١)	عمل درست ہے۔

مولانا (بنوریؒ) نے آگے یہ بھی فرمایا کہ اگر موزوں پر مسح اوپر ذکر شدہ حضرت مغیرہ ﷛ کی حدیث کی بنا پر کہا جا رہا ہے تو اس حدیث کے متعلق محدثین کی رائیں آ چکی ہیں ان آراء کے بعد اس حدیث سے حکم قرآن کا ترک کیونکر ہوسکتا ہے۔ اور اگر مسح عمل فقہاء کے قول پر ہے تو ان کی شرائط اوپر آ چکی ہیں۔

علمائے اہل حدیث کی رائے

علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری نے ترمذی کی شرح تحفۃ الاحوذی میں لکھا ہے:

والحاصل عندی انه ليس فی باب المسح علی الجوربين حديث مرفوع خال عن الكلام. (تحفة الاحوذی ص ۳۳۳)

میری پوری تحقیق کا حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ عام موزوں پر مسح کرنے کے سلسلے میں کوئی ایسی حدیث نہیں جو مرفوع ہو اور محدثین کے نقد سے محفوظ ہو۔

مشہور اہل حدیث عالم میاں نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ سوتی اونی جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ مذکورہ جرابوں پر مسح جائز نہیں، نیز یہ بھی لکھا:

والحاصل انه لم يقم علی جواز المسح علی الجوربة المسؤلة عنه دليل من الكتاب ولا من السنة ولا من الاجماع ولا من القياس الصحيح علی ما عرفت.

خلاصہ یہ ہے کہ پوچھے گئے تمام موزوں پر مسح کے جائز ہونے کی دلیل نہ قرآن میں ہے، نہ حدیث میں، نہ اجماع میں، اور نہ قیاس صحیح میں جیسا کہ تفصیل آ گئی۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ا ص ۳۲۷)

فتاویٰ ثنائیہ میں اہل حدیث عالم ابو شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراف یہ ہے:

یہ (جرابوں پر مسح) نہ قرآن سے ثابت ہے، نہ حدیث مرفوع صحیح سے، نہ اجماع سے نہ قیاس صحیح، نہ چند صحابہ کے نقل سے کیونکہ غسل رجلین (پاؤں دھونے کا) حکم نص قرآن سے ثابت ہے لہٰذا خف (چمڑے کے موزے) کے سواء جراب پر مسح کرنا ثابت نہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ ص ۴۴۳)

اجماع امت

عام موزے سوتی یا نائیلان وغیرہ پر پوری امت کے اجماع سے مسح کرنا درست نہیں۔ جیسا کہ اوپر حوالوں میں متعدد بزرگوں کے ارشادات سے واضح ہے، مزید اطمینان کیلئے علامہ کاسانی کی بے نظیر کتاب بدائع الصنائع کی عبارت ملاحظہ وہ لکھتے ہیں:

واما المسح علی الجوربین فان کانا رقیقین یشفان الماء لایجوز المسح علیهما بالاجماع . (بدائع ص ۱۰)	بہرحال جوربین پر مسح کا حکم تو اگر وہ ایسے باریک ہیں جن میں پانی چھن جائے تو بالاجماع ان پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔

حرف آخر

خلاصہ یہ کہ عام سوتی نائیلان کے موزوں پر مسح کرنا نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث صحیح سے، نہ اجماع سے، نہ کسی امام نے اس کو جائز کہا نہ کسی محدث نے، نہ قیاس کے اصولوں کے مطابق یہ مسح درست ہے اس کے بعد بھی اگر کوئی اسی پر عمل کرے تو اس کی نماز کے ضائع ہونے میں شک نہیں رسول اللہ ﷺ نے وضو میں ایڑی خشک رکھنے پر فرمایا کہ:

ویل للاعقاب من النار ایسی ایڑیوں کیلئے ہلاکت ہو آگ کی۔

غور کیا جائے جب سستی اور غفلت کے باعث صرف ایڑیوں کو خشک رکھنے پر اس درجہ سخت وعید ہے تو اگر اسی سستی اور تن آسانی کے سبب شریعت کے اصل منشاء کو سمجھے بغیر یا محض سہولت پیدا کرنے اور آرام حاصل کرنے کیلئے کمزور دلیل سے یہ رخصت پیدا کی جائے کہ ہر قسم کے موزوں حتی کہ جالی جیسے موزوں پر مسح کو درست قرار دیا جائے اور اس طرح بغیر پاؤں دھوئے صرف اس مسح پر اکتفا کرتے رہیں تو کہیں اس سے زیادہ کسی سخت وعید کا سامنا نہ کرنا پڑے اس لئے عام مسلمانوں کو مسئلہ کی اصل حقیقت سمجھ کر ہی اس پر عمل کرنا چاہیے مساجد کے جو امام عام موزوں پر مسح کر رہے ہیں۔ ان کو سوچنا چاہیئے کہ کہیں وہ لوگوں کی نمازیں تباہ تو نہیں کر رہے ہیں محاسبہ آخرت میں جہاں اپنے اپنے اعمال کی جواب دہی ہی مشکل ہوگی مقتدیوں کی نمازوں کا کیا جواب دیں گے۔

اس لئے اولاً تمام ایسے امام اس مسئلہ کو سمجھیں، پھر اس پر عمل شروع کر دیں اور ساتھ ہی اپنے نمازیوں میں سے یا حلقۂ متعارف میں جو لوگ عام موزوں پر مسح کرتے ہیں ان کو سختی مگر افہام و تفہیم اور ادب و احترام کے ساتھ اس عمل سے روکیں۔ اور حقیقی خف کو رواج دینے کی سعی کریں کہ اس سے سینکڑوں ان احادیث پر عمل ہوگا جو اس خف اور اس کے متعلقہ مسائل کے متعلق وارد ہوئی ہیں۔

اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضی

تمّا

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ.

﴿ترجمہ﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو کلمے (جو بہت رحم کرنے والے (اللہ) کی بارگاہ میں) پسندیدہ ہیں زبان پر بہت ہلکے لیکن (قیامت کے دن) ترازو پر بہت بھاری ثابت ہوں گی) (اور وہ یہ ہیں)

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ
سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ